

کتابیات امام حسینؑ

<?xml encoding="UTF-8">

فن کتابیات (Biblio Graphy) کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ عام و خاص قارئین کی رسائی ان مآخذ تک کرادی جائے جو ان کے موضوع یا موضوعات سے تعلق رکھتے ہیں علوم کی موجودہ تقسیم کے مطابق کتابیات لائبریری سائنس کے ایک جزو لاینفک ہے کیونکہ اس علم اور فن تحقیق کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے اس لئے کتابیات کو کسی بھی موضوع کی تحقیق کی خشت اول قرار دے دیا جائے تو بیجا نہ ہوگا تحقیق کا تو پہلا زینہ ہی ان منابع کو جاننا ہے جن سے متعلقہ موضوع پر مفید معلومات فراہم ہوسکتی ہیں اور ایسے منابع کا پتہ کتابیات ہی سے چلتا ہے ۔

کئی علوم کی طرح کتابیات کا سنگ بنیاد بھی مسلمانوں ہی نے رکھا اور اس سلسلے میں ایسی شاندار روایات قائم کیں کہ آج بھی لائبریری سائنس کے بڑے بڑے مغربی ماہرین سراہتے ہوئے مسلمانوں کی بلند پایہ خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے نظر آتے ہیں اس ضمن میں ہونے والی مسلمانوں کی کاوشوں میں سے تین مصادر کا ذکر کردینا ہی کافی ہے ان میں ایک تو ”ابن الندیم“ ہے جس کی الفہرست اتنی صدیاں گزر جانے کے باوجود مستند ترین مصادر میں شمار کی جاتی ہے۔ اس کے بعد حاجی خلیفہ کی ”کشف الظنون“ ہے اور اس عہد میں آغا بزگر طهرانی کی ”الذریعہ الی تصانیف الشیعہ“ ہے جس کو اب اضافوں کے ساتھ نئے سرے سے شائع کیا گیا ہے افسوس کہ مسلمانوں کی قائم کردہ یہ قابل قدر روایات زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکیں اور دیگر علوم کی طرح انہیں بھی اغیار لے گئے اور پھر بناسنوار کرایک مکمل علم کے درجے تک پہنچا دیا۔

زیر نظر مضمون میں امام عالی مقام حسین علیہ السلام کی زندگی اور تحریک کربلا کے حوالے سے لکھی جانے والی کتب کا جائزہ لیں گے۔ امام عالی مقام حسینؑ عالم اسلام کی ان شخصیات میں سے ایک ہیں جن کے بارے میں سب سے زیادہ لکھا گیا گوکہ ان چند اوراق پر ان کا احاطہ کرنا ناممکن ہے مگر کوشش کی گئی ہے کہ پڑھنے والا ابتدائی معلومات سے بہرہ مند ہوسکے سردست میری نظر میں کتابیات امام حسینؑ پر تین حوالے موجود ہیں کہ جن سے رجوع کرنے سے موضوع کے متعلق سیر حاصل معلومات میسر آسکیں گئیں گوکہ مذکورہ مآخذ کسی طرح بھی مکمل آگاہی نہ دے سکیں گے مگر شائقین تحقیق و جستجو کے لئے زینہ ضرور فراہم کرسکتے ہیں ۔

پہلا مجموعہ سید حسین عارف نقوی کا مرتب کردہ ”برصغیر کے امامیہ مصنفین کی مطبوعہ تصانیف اور تراجم“ جسے مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد نے شائع کیا ہے اس مجموعہ میں کتاب کا نام، مصنف کا نام، سن اشاعت،

ناشر کا نام و مقام وغیرہ کے علاوہ چند سطر وں میں کتاب کا خلاصہ یا عنوانات کہ جن کا تذکرہ اس کتاب میں ہوا درج ہے۔

دوسرا مجموعہ جو میرے پیش نظر ہے وہ دارالثقافۃ الاسلامیہ پاکستان کی کراچی کی شائع کردہ ہے جسے سید علی شرف الدین موسوی نے تالیف کیا ہے اس کا سن اشاعت مارچ ۲۰۰۱ء ہے اس کا نام ”معجم کتب و مولفین حیات و قیام امام حسینؑ“ ہے اس میں عربی، فارسی اور اردو زبان میں لکھی جانے والی کتب کا تذکرہ ہے جس کی تعداد دو ہزار سات سو پچیس (2725) ہے اس میں کتاب کا نام، مصنف کا نام، ناشر اور کتاب کتنے صفحات پر مشتمل ہے درج ہے کتاب کے آخر میں مولف نے بعض مصنفین اور مولفین کے مختصر حالات زندگی بھی تحریر

کیے ہیں نیز تین سوباسٹھ مضامین کے حوالہ جات بھی درج ہیں ۔
 تیسرا مجموعہ کتابیات امام حسینؑ ہے جسے سید جمیل احمد رضوی سابقہ ڈپٹی چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لاہور نے مرتب کیا ہے اس میں پاکستان میں شائع ہونے والی کتب کاتعارف کروایا گیا ہے کیونکہ مولف خود لائبریری سائنس کے سینئر اساتذہ میں سے شمار ہوتے ہیں اس لئے اس مجموعہ کو متعلقہ علم کے اصول وقواعد کے مطابق مرتب کیا ہے۔
 یہاں چند اہم کتب کاتعارف کروایا جا رہا ہے:

کتاب: شہید انسانیت
 مصنف: سید العلماء سید علی نقی نقوی
 سن اشاعت: 2006ء
 بار اشاعت: ہشتم
 ناشر: امامیہ مشن پاکستان لاہور

اس کتاب کے مصنف برصغیر کی تاریخ تشیع میں نادر روزگار شخصیت تھے آپ کاشمار بندوپاک ان جید و ممتاز علماء میں ہوتا ہے جو درجہ اجتہاد پرفائز تھے علی گڑھ یونیورسٹی میں ”شعبہ دینیات“ کے ڈی این کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے امامیہ مشن کے بانی تھے تفسیر قرآن مجید کے علاوہ مختلف موضوعات پر کثیر کتب تحریر فرمائیں اس کے علاوہ موصوف اپنی طرز کے بہترین مقرر تھے آپ اپنی زندگی کے آخری ایام میں تین سال پاکستان تشریف لاتے رہے اور ایام عزا میں مجالس سے خطاب کرتے تھے بندہ ناچیز کولاہور میں موصوف کی مجالس سننے اور قریب سے زیارت کرنے کاشرف حاصل رہا ہے۔

یہ کتاب واقعہ کربلا کے تیرہ سو برس مکمل ہونے پر یعنی ۱۳۶۱ھ میں لکھی گئی اردو زبان میں لکھی جانے والی امام حسینؑ کی سیرت وسوانح کے موضوع پر ایک مستند ترین کتب میں سے ایک ہے یہ اہل زبان کے قلم سے نکلی ہوئی ایک تحریر

ہے جس نے اسے مزید مقبول بنادیا ہے اس کتاب کامقدمہ علامہ سید محمد جعفر زیدی شہید، خطیب جامع مسجد اسلام پورہ نے تحریر کیا ہے اس کتاب میں امام عالی مقام کے خاندانی پس منظر سے لے کر توابع اور بنی عباس کی حکومت کے قیام تک کے واقعات حالات اور ان کاتجزیہ موجود ہے اس کتاب کے تینتالیس (43) باب ہیں اور آخر میں عالم انسانی کو اصلاح عمل اور اتباع اسوہ حسینی کی دعوت دی گئی ہے حاشیہ پر ضروری حوالہ جات درج ہیں جو کتاب کی تحقیقی حیثیت کو اجاگر کرتے ہیں نمونہ کے طور پر ایک مختصر سا پیرا قارئین کے ذوق مطالعہ کی نذر ہے:

”حسینؑ اس وقت بھی حسینؑ ہی رہتے کہ جب آپ صرف اپنے تمام اصحاب واعزہ کے ساتھ شہید ہوجاتے اور اپنے جہاد کواپنی زندگی کے خاتمہ ہی پر ختم کرتے مگر اس وقت حسینؑ میدان جہاد میں اور بھی بلند نظر آئے جب آپ نے اپنی شہادت کے بعد کے لئے اس شہادت کے مقاصد کی اشاعت کانتظام کی اپنے حرم اور چھوٹے بچوں کو ساتھ لاکر جن میں سے ہر ایک میں فرض شناسی اور حقیقت پروری اس طرح سرایت کئے ہوئے تھی کہ ابن زیاد کے دربار اور یزید کے قصر میں بھی پسماندگان میں سے کسی ایک متنفس نے اموی حکومت کے سامنے سرتسلیم خم نہیں کیا یعنی وہ بیعت کانکار جس پر حسینؑ کاسرنیزہ پر پہنچ گیا اب بھی قائم تھا اور اب اس کے

علمبردار سید سجادؑ، زینبؑ وکلثوؑم ہی نہیں بلکہ کمسن بچے، فاطمہ، سکینہ اور محمد باقرؑ بھی تھے۔“

کتاب: پیشوائے شہیدان

نام مصنف: سیدرضا صدرؑ

مترجم: مولانا محمد عباس قمی

ناشر: امامیہ پبلی کیشنز لاہور

سال: ۲۰۰۱ء

بار اشاعت: سوم

فارسی زبان سے اردو زبان میں ترجمہ کی گئی سیدرضا صدر کی کتاب پیشوائے شہیدان کتابیات امام حسینؑ میں ایک گراں قدر اضافہ ہے اس کتاب میں مصنف نے نہ تو تاریخ لکھی ہے نہ واقعہ نگاری سے براہ راست تعلق رکھا ہے بلکہ انہوں نے واقعات کے پردے میں مخفی محرکات اور پوشیدہ مطالب کا تجزیہ کیا ہے سید سجاد رضوی کے بقول جنہوں نے اس

کتاب کا مقدمہ لکھا ہے کہ ”لکھنے والے نے اپنی پوری ادبی تخلیقی طاقت کو اس کتاب کی تحریر میں صرف کیا ہے کہ ایک بار فارسی کتاب شروع کر دے تو چھوڑنے کی جی نہیں چاہتا۔۔۔۔۔۔ ایسی کتاب اردو میں موجود نہیں اور جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ فارسی یا عربی میں بھی موجود نہیں راقم کی رائے یہ ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ اردو زبان کے کربلائی ادب میں ایک گراں

قدر اضافہ ہے۔ مصنف عزاداری کی اہمیت پر تحریر کرتے ہیں:

”شہید کی عزاداری کرنا اس کی شہادت کو زندہ رکھنا ہے بنت علیؑ کی اسیری نے سید الشہداء کی شہادت کو دوام جاودان عطا کی ہے اگر پیشوائے شہدا کی سوگواری نہ ہوتی تو آج کوئی حسینؑ کا شناسا نہ ہوتا۔۔۔ شہیدی عزاداری فرد اور معاشرے کو شہید شناس بنادیتی ہے۔۔۔ شہید کی عزاداری ظالم کے خلاف فطری نفرت کو برانگیختہ کرتی ہے۔۔۔ آنسو راہ حسینؑ کی طرف دعوت (کا ذریعہ) ہیں (مگر) یہ دعوت اشک زبان و قلم کا ذریعہ نہیں بلکہ دل کے ذریعے سے ہوتی ہے۔

نام کتاب: امام پاک اور یزید پلید

مصنف: مجدد مسلک اہل سنت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی

سن اشاعت: ۱۹۹۰ء

بار اشاعت: چہارم

ناشر: جناء القرآن پبلی کیشنز لاہور

یہ اہل سنت کی جانب سے امام عالی مقام کی بارگاہ میں ایک عقیدت کا اظہار ہے ”یزیدی فرقے“ کے پرچارک محمود احمد عباسی نے خلاف معاویہ و یزید نیز مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی کتاب خلافت اور ملوکیت پر تنقید بعنوان تبصرہ محمودی برہفوات مودودی (ان کے دو کتابوں کے جواب میں) اہل سنت کے خطیب، عالم اور مصنف علامہ محمد شفیع اوکاڑوی نے زیر نظر کتاب تحریر کی ہے اس میں مصنف نے جہاں یزیدی فرقے سے

اظہار بیزاری کیا ہے وہاں امام حسینؑ کی عظمت، منزلت، کردار اور قیام کو حق بجانب قرار دیا ہے اہل بیت اطہارؑ سے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے موصوف نے قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، تاریخی اور عقلی دلائل سے اپنے موقف کو پیش کیا ہے کتاب کے آخر میں مصنف تحریر کرتے ہیں:

”ان ارشادات مبارکہ کے مطابق ہی اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کی محبت سرمایہ ایمان، ذریعہ قرب خدا تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وسیلہ نجات ہے چنانچہ اکابر اہل سنت نے بلحاظ مدارج ان کے اسماء مبارکہ خطبہ جمعہ میں داخل فرمائے تاکہ ہر جمعہ کو ہر سرمنبر اس عقیدہ کا اظہار و بیان ہوتا رہے اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کی محبت و عقیدت مستحکم رہے۔ لہذا جوان کی ذات اقدس پر نکتہ چینی کرے اور ان کی طرف بغض و حسد، حب جاہ اور ہوس اقتدار کی نسبت کرے اور ان کو باغی، فسادی اور فتنہ پرور قرار دے اور قرآن و حدیث سے ثابت شدہ ان کے فضائل و مناقب کو محض خیالی مناقب بتائے وہ بلاشبہ اہل سنت و جماعت سے خارج، گمراہ، بے دین اور جہنمی ہے۔“

یہاں تبرکاً چند کتب کے حوالہ جات درج کیے جاتے ہیں:

سخن عشق:

یہ شہید علامہ عارف حسین الحسینی کی مجالس عزا کا مجموعہ ہے جسے العارف اکیڈمی لاہور نے مرتب کیا ہے۔

نام کتاب: سخن عشق

مرتب و ناشر: العارف اکیڈمی لاہور

بار اشاعت: اول

سن اشاعت: ۱۹۹۶ء گفتار عاشورا:

یہ آیت اللہ محمود موسوی طالقانی، آیت اللہ شہید مرتضیٰ مطہری، آیت اللہ محمد حسینی بہشتی اور ڈاکٹر

محمد ابراہیم امینی کی پانچ تقاریر کا مجموعہ ہے ان تقاریر کے موضوعات یہ ہیں:

(۱) جہاد حسینی کے اسباب (۲) کامیاب جدوجہد (۳) جہاد و شہادت (۴) خطبہ اور منبر (دو تقاریر)

تدوین: رضا حسین رضوانی

ترجمہ: مستجاب احمد انصاری

ناشر: جامعہ تعلیمات اسلامی

عنوان عاشور

یہ چھ مقالہ جات کا مجموعہ ہے جس میں آیت اللہ شہید سید محمد باقر الصدر اور شہید آیت اللہ سید محمد

حسین بہشتی کے مقالات بھی شامل ہیں یہ مقالہ جات ان موضوعات پر ہیں:

(۱) امت کے ہزیمت خوردہ اخلاق کی اصلاح (۲) شہادت حسینؑ ایک آگاہانہ اقدام

(۳) سید الشہداء کا کامیاب جہاد (۴) انقلاب کربلا ایک تاریخی جائزہ

نام کتاب: عنوان عاشورہ

ناشر: دارالثقافہ الاسلامیہ پاکستان کراچی

بار اشاعت: اول
سن اشاعت: ۱۴۲۲ھ

سعادة الدارين في مقتل الحسين :

یہ علامہ محمد حسین نجفی کی کتاب امام حسینؑ کے حالات و واقعات ، خاندانی پس منظر اور کربلا کے واقعات وغیرہ پر ایک مفصل کتاب ہے جس میں مصنف نے قرآن، حدیث اور تاریخی حوالہ جات کو درج کرنے کے بعد اپنا موقف بیان بھی کیا ہے یہ اپنے حوالے سے ایک جامع کتاب ہے گوکہ مصنف کا انداز بیان اور زبان دلکش نہیں ہے بعض افراد نے مصنف کے خیالات سے اختلاف بھی کیا ہے۔

نام کتاب: سعادة الدارين في مقتل الحسين

مصنف: علامہ محمد حسین نجفی

ناشر: مکتبہ السبطين سرگودھ

سن اشاعت: ۱۹۷۱ء

بار اشاعت: اول

ذکر حسین :

یہ کتاب ممتاز قانون دان، اسلامی نظریاتی کونسل کے سابقہ رکن اور سابقہ وزیر قانون سید افضل حیدر ایڈووکیٹ نے تحریر کی ہے اس میں امام عالی مقام کے حالات ، جدوجہد پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے اس میں یہ موضوعات ہیں مصلح ، انقلابی یا باغی ، آغوش رسالت سے راہ عمل تک، ملوکیت کا عروج و زوال، سفر عشق، مکہ سے کربلا تک، اس میں میں شہداء کربلا کے مختصر حالات زندگی اور اہل بیت کی شان قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کی گئی ہے۔

نام کتاب: ذکر حسین

مصنف: سید افضل حیدر ایڈووکیٹ

ناشر: دوست پبلی کیشنز

سال اشاعت: ۲۰۰۴ء

بار اشاعت: اول

حسین ابن علیؑ : یہ کتاب بھی سید افضل حیدر ایڈووکیٹ نے تحریر کی ہے اس کتاب میں امام حسینؑ کے دور کے حالات اور امامؑ کے فریضہ پر بحث کی ہے موضوعات میں سے چند ایک یہ ہیں : امر بالمعروف ونہی عن المنکر، ذبح عظیم اور فلسفہ شہادت، علی اور بنو امیہ، قیام حسینؑ کا پس منظر، کربلا ، کوفہ اور شام، حضرت ابراہیم سے لے کر امام زمانہؑ تک کا منتخب شجرہ اور اہم افراد شجرہ کے حالات اس کتاب میں جہاں دیگر اردو ، فارسی کتب سے مدد لی گئی ہے وہاں برجستہ اشعار کا سہارا بھی لیا گیا ہے مثلاً کتاب کے شروع میں شورش کاشمیری کا یہ شعر درج ہے:

کربلا کاسیدہاسادا مختصر نکتہ ہے یہ
کوئی غاصب مومنوں کابن نہیں سکتا امام

سیرت سیدالشہداء حضرت امام حسینؑ (دو جلدیں):

یہ کتاب فارسی زبان سے اردو زبان میں منتقل ہوئی ہے جس کی پہلی جلد میں ولادت امام عالی مقامؑ سے لے کر شہادت تک کے واقعات درج ہیں دوسری جلد میں شہدائے کربلا کے حالات اور کربلا کے بعد کے واقعات درج ہیں۔

نام کتاب: سیرت سیدالشہداء حضرت امام حسینؑ

مولف: عمادالدین اصفہانی عماد زادہ

مترجم: محمد حسین زیدی بارہوی

ناشر: امامیہ پبلی کیشنز لاہور

قرآن اور امام حسینؑ :

استاد محسن قرائتی نے قرآن اور امام حسینؑ کی خوبصورت تطبیق کی ہے نیز کربلا کی تفسیر ، امام عالی مقامؑ کا موقف اور امامؑ نے جہاں جہاں قرآن پاک سے استنباد کیا ہے ’ تذکرہ کیا ہے شہادت ، جہاد ، امر بالمعروف نہی عن المنکر اور نماز کی اہمیت کو قرآن کی روشنی میں کربلا کے میدان جلوہ گرہوتے دکھایا گیا ہے ناشر نے کتاب کے شروع میا قارئین قرائتی کا ایک خط بھی شامل کیا ہے جس میں مولف نے حوزہ علمیہ کے زعماء سے قرآن مجید سے مزید رجوع کرنے کی درخواست کی ہے یہ کتاب اپنے حوالے سے کتابیات امام حسینؑ میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔

نام کتاب: قرآن اور امام حسینؑ

مصنف: استاد محسن قرائتی

مترجم: سید محمد علی ترمذی

ناشر : البیان لاہور

سن اشاعت: ۲۰۰۷ء

نوٹ: قارئین کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ موضوع پر کیونکہ بہت زیادہ کتب موجود ہیں اس لئے چند کتب کا انتخاب کیا گیا ہے ورنہ زندگی کم ہے اور امام حسینؑ پر کتب بہت زیادہ ہیں۔

قیام کربلا اور حسینیؑ عزت

سید فرحت علی کاظمی

اما م حسینؑ کی شخصیت کسی بھی فرد اور قوم سے پوشیدہ نہیں ہے آپ کی تحریک عاشورا اور مقصد کسی ایک فرقہ اور گروہ کے لئے نہ تھا بلکہ جس طرح رسول خداؐ کی رحمت واسعہ اور آپؐ ”رحمة للعالمین“ ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ (وما ارسلناک الا رحمة للعالمین) ہم نے آپؐ کو عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے

اسی طرح امام حسینؑ کا ہدف اور مقصد کسی ایک فرد کے لئے نہیں بلکہ تمام عالمین کے لئے تھا جیسا کہ آپؑ سے جب مدینہ سے کر بلا کی طرف جانے کا مقصد پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

”انی لم اخرج اشراً ولا بطهراً ولا مفسداً ولا ظالماً وانما خرجت لطلب الاصلاح فی امۃ جدی رسول اللہ ارید ان امر بالمعروف نہی عن المنکر واسیر بسیرۃ جدی وابی علی ابن ابی طالب“

”میں کسی شر‘فساد‘خوش گذرانی اور ظلم کے لئے مدینہ سے نہیں جا رہا ہوں بلکہ میں اپنے جد کی امت کی اصلاح کے لئے جا رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ امربالمعروف کروں اور نہی ازمکر کروں اور اپنے جد اور والد علی ابن ابی طالبؑ کی سیرت پر عمل کروں۔“ ۱

امامؑ کا یہ امربالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا تمام عالم اسلام کے لئے تھا تاکہ ہر فرد اس سے فائدہ اٹھائے اور اپنے آپ کو ذلت اور رسوائی کی لعنت سے نجات دے اور اسلام کے لئے ایسا وقت تھا کہ جس میں سنت الہی ختم ہو رہا تھا اور بدعتوں کی ایجاد ہو رہی تھی اس لئے اس وقت ایک الہی نمائندہ کی ذمہ داری یہی ہوتی ہے کہ اگر اس نمائندہ خدا کو جان کا نذرانہ ہی کیوں نہ پیش کرنا پڑے اس بڑی قربانی سے بھی وہ ہستی دریغ نہ کرے امامؑ نے جو خط بصرہ کے بزرگوں کو لکھا اس میں آپؑ نے فرمایا کہ ”میں تمہیں کتاب خدا اور سنت رسول خداؐ کی طرف دعوت دیتا ہوں کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ سنت مردہ ہو چکی ہے اور بدعتیں زندہ ہو چکی ہیں۔“ ۲

ایسے وقت میں کہ جب بدعتوں کو زندہ کیا جا رہا ہو خداوند متعال کا حقیقی نمائندہ ہی وہ عمل انجام دے سکتا ہے کہ جس کی وجہ سے بدعتیں مردہ ہو جائیں اور اسلام اور سنت الہی زندہ و جاوید ہو سکے اور امامؑ نے اس کام کو انجام دینے کے لئے مدینہ سے کربلا تک کا سفر کیا اور بالآخر خدا کے راستے میں قربانیاں پیش کیں اور اپنے مقصد اور ہدف کو تمام عالم اسلام تک پہنچایا۔

یہ وہ مقاصد اور اہداف تھے جو امامؑ نے اپنے فرامین میں بیان فرمائے ہیں اور ایک اہم ترین نقطہ اور ہدف جو امامؑ نے اپنے فرامین میں بیان فرمایا ہے وہ ہے عزت حسینؑ جیسا کہ امامؑ فرماتے ہیں: ”ہیہات من الذلۃ“، ”ذلت مجھ حسینؑ سے دور ہوئی۔“

ذلت سے دور ہونا یعنی عزت کو چاہنا، ذلت انسان کے لئے نقص ہے اور عزت انسان کے لئے کمال امام حسینؑ اپنے لئے بھی اس کمال کے خواہاں ہیں اور تمام عالم اسلام کے لئے بھی اس کمال کو چاہتے تھے اور چاہتے تھے کہ انسان عزت اور کمال کی طرف جائے اور ہر وہ عمل جو انسان کو ذلت یا نقص کی طرف لے جائے اس سے وہ دور ہے اور یہی ہادیان برحق کا ہدف ہوا کرتا ہے کہ (ان ہدیناہ السبیل اما شاکراً واما کفوراً) ۳

”ہم نے راستے کی ہدایت کردی چاہے تو وہ شکر کرے اور چاہے تو وہ انکار کر لے۔“

عزت اور ذلت دو ایسے مفہیم ہیں کہ دونوں ایک جگہ پر جمع نہیں ہو سکتے یعنی ایک انسان میں یا عزت آسکتی ہے یا ذلت دونوں ایک جسم و بدن میں جمع نہیں ہو سکتے یعنی امام حسینؑ کی ذات ہی عزت کا مفہوم ایک ایسا مفہوم ہے کہ جس کے لئے امامؑ نے اتنی قربانیاں دیں تاکہ امامؑ باقی مقاصد کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو اور اپنی زندگی کو ذلت میں نہیں دیکھنا چاہتے تھے اور اسی وجہ سے آپؑ نے دیگر مقاصد کے ساتھ ساتھ اس مقصد کے حوالے سے بھی اہم ترین کردار ادا کیا۔

عزت کے معنی:

باب ”عَزَّ-يَعَزُّ، صَرَبَ يَصْرِبُ“ سے ہے کہ جو کلام عرب میں عزیز ہونا‘ قوی ہونا‘ سخت‘ محکم اور استوار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ۴ ابتداء زمانہ میں یہ کلمہ جمادات کی توصیف کے لئے استعمال ہوتا تھا جیسا کہ

کہاجاتاتها” اَرَضْ عَزَّازٌ“ یعنی محکم زمین۔ ۵

راغب اصفہانی فرماتے ہیں: ”اَلْعِزَّةُ حَالَةٌ مَالِغَةٌ لِلْإِنْسَانِ مِنْ أَنْ يَغْلِبُ“ عزت ایک ایسی حالت ہے کہ جو باعث بنتی ہے کہ انسان پر کوئی غلبہ نہ کرے۔ ۱۶ زجاج عزیز کی تعریف میں لکھتا ہے: ”هوالممتنع فلايغلبه‘ شء“ ۷ ”عزیز ایسی ذات کو کہتے ہیں کہ جس پر کوئی چیز غلبہ نہ کرے۔ چونکہ یہ کلمہ ایک مثبت کلمہ ہے اس لئے مختلف علماء نے اس کے لئے بہت سے کلمات ذکر کیئے ہیں جیسا کہ رفعت‘ قوت‘ غلبہ‘ شدت‘ معانی رکھتا ہے البتہ یہ مسلم ہے کہ یہ ایک ایسا لفظ ہے کہ ہر انسان کے لئے پسندیدہ ہے اور کوئی بھی شخص اس لفظ کو تنفر کی نظر سے نہیں دیکھتا۔

عزت ‘ قرآن مجید میں:

قرآن مجید میں لفظ ”عزة“ کئی مقامات پر آیا ہے البتہ لفظ عزت کبھی مثبت معنی میں آیا ہے اور کبھی منفی معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ کفار کے بارے میں قرآن مجید فرماتا ہے: (الذين يتخذون الكافرين اولياء من دون المؤمنين ايتيئون عندهم العزة فان العزة لله جميعاً) ۸

”یہ وہ لوگ ہیں جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو سرپرست بناتے ہیں کیا وہ ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں تو بیشک سب عزت اللہ ہی کے لئے ہے۔“

اس آیہ مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ عزت ایک ایسی چیز ہے کہ جس کا خواہاں ہر شخص ہے چاہے وہ مومن ہو یا کافر چونکہ یہ ایک ایسا مفہوم ہے کہ جو عقل کے نزدیک حَسَن ہے اور اسی وجہ سے کفار بھی یہی چاہتے ہیں کہ وہ عزت کے مالک ہوں اور عزت ان کے پاس ہو لیکن وہ نہیں جانتے کہ عزت کامالک صرف اور صرف خداوند متعال ہے جو بھی اس عزت کو چاہتا ہے اسے خداوند متعال کے اصول اور دستور العمل کے مطابق اپنی زندگیوں کو استوار کرنا ہوگا تاکہ حقیقی عزت ان کو مل سکے جبکہ خداوند متعال کے علاوہ کوئی اور ذات اور شخصیت ایسی موجود نہیں ہے جس کے پاس عزت ہو اگرچہ بعض غیر مسلم افراد یہ سمجھتے ہیں کہ عزت ان کے پاس ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ عزت اور غلبہ ان کے پاس نہیں ہے ان کے پاس یہ عزت ایک ایسی دلدل ہے کہ جس کو وہ لوگ حقیقت سمجھ بیٹھے ہیں جبکہ یہ حقیقت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اسی وجہ سے خداوند متعال فرماتا ہے: (ولا يحزنك قولهم ان العزة لله جميعاً هو السميع العليم) ۹

”اور تجھے ان کی بات غم میں نہ ڈالے یقیناً سب عزت اللہ ہی کے لئے ہے وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔“ غلبہ اور عزت فقط خداوند متعال کے پاس ہے اور وہ افراد جو غیر خدا کو ماننے والے ہیں ان کا دعویٰ فقط دعویٰ ہے جبکہ حقیقی عزت صرف خداوند متعال کے پاس ہے۔

معزز کون؟

قرآن مجید سورہ منافقون میں ان لوگوں کے لئے فرماتا ہے کہ جو عزت کے حقیقی طور پر مالک ہیں اور عزت ہمیشہ ان کے پاس ہے اور ان افراد کے مخالف کبھی بھی اس عزت کے مستحق نہیں ہو سکتے: (يقولون لئن رجعنا الى المدينة ليخرجن الاعز منها الاذل والله العزة ولسلوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون) ۱۰

”وہ کہتے ہیں اگر ہم مدینہ کی طرف پلٹ گئے تو جو زیادہ عزت دار ہے وہ اس میں سے ذلیل کو ضرور بضرور نکال دے گا اور عزت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور مومنین کے لئے ہی ہے لیکن منافق لوگ نہیں جانتے۔“

اس آیہ مبارکہ میں خداوند متعال نے عزت کو تین افراد کے لئے مختص کیا ہے ایک خود خداوند متعال دوم رسول

گرامی اسلام اور سوم : مومنین ۔ اور اس عزت کو ذلت کے مقابلے میں قرار دیا ہے یعنی عزت اور ذلت ایک دوسرے کے مقابلے میں ہیں اور اس آیت میں عزیز لوگوں کو منافقین کے مقابلے میں قرار دیا گیا ہے پس اگر گزشتہ آیات کو دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ خدا کے مقابلے میں کفار بھی ہیں اور منافقین بھی پس یہ دونوں عزت کے مستحق نہیں ہو سکتے کیونکہ خدا اور رسول خدا اور مومنین کے خلاف ہیں۔

(من كان يريد العزة فلله العزة جميعاً اليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه والذين يمكرون السيئات لهم عذاب شديد ومكراولئك هويبور) ۱۱ ”جو کوئی عزت چاہتا ہے پس اللہ تعالیٰ ہی کے لئے سب عزت ہے اسی کے حضور میں پاکیزہ کلمے بلند ہوتے ہیں اور نیک عمل بھی کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی اس کو بلند کرتا ہے اور جو لوگ برائیوں کی تدبیر کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کی خفیہ تدبیر وہی توتباہ ہو ں گی۔“

عزت ان بلند کلمات میں سے ہے جنہیں بلندی خداوند متعال نے عطا کی ہے جو بھی ان کلمات کو بلندی اور اعمال کو نیکی کی طرف لے کر جائے گا وہ حقیقی معنی میں خداوند متعال کا نمائندہ ہوگا اور جو شخص برائیوں کی تدبیر کرے گا جیسا کہ یزید لعین نے برائیوں کی تدبیر کی، حلال رسول خدا کو حرام اور حرام رسول خدا کو حلال کیا اور دین اسلام کو اس مقام پر پہنچادیا کہ اسلام اپنی حقیقی شکل کھو رہا تھا اور اسی وجہ سے امامؑ کی ذمہ داری تھی کہ امامؑ ایسے حالات میں اسلام کو دوبارہ حقیقت کی طرف لائیں اگرچہ اس کے لئے انہیں بڑی سے بڑی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے، وہ اس سے دریغ نہ کریں کیونکہ حقیقی نمائندہ ہی ایسا کر سکتا ہے اور انہیں وجوہات سے پتہ چلتا ہے کہ دین مبین کا حقیقی نمائندہ کون ہے؟ اسی لئے خداوند متعال نے ان لوگوں کو جنہوں نے برائیوں کی تدبیر کی ان کے لئے سخت عذاب کی بشارت دی ہے البتہ کہا جاسکتا ہے کہ خداوند متعال نے قرآن مجید میں ایسے الفاظ استعمال کیئے ہیں کہ جن کا معنی مثبت ہے لیکن ان کا استعمال منفی معانی میں بھی کیا ہے جیسے ”بشارت اور آئمہ“ اور ان جیسے دیگر الفاظ کہ جو مثبت معانی میں استعمال ہوتے ہیں لیکن خداوند متعال نے اپنے مخالفین کے لئے بھی استعمال کیئے ہیں: ”فقاتلوا آئمة الکفر“ ، کفر کے اماموں کو قتل کر دو یعنی اس موقع پر خداوند متعال نے آئمہ کفار کے لئے مجاز کے طور پر استعمال کیا ہے اور منفی معنی میں ہے یعنی امام دو قسم کے ہیں ایک امام برحق اور دوسرا امام کفر اور وہ جو خداوند متعال کا حقیقی نمائندہ ہے اس کو امام برحق کہا جاتا ہے اور اسی وجہ سے قرآن مجید میں ہے: (یوم ندعوا کل اناس بامامهم) ”اس دن سب لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلایا جائے گا“ اگر امام حق ہے تو اس کے ساتھ بلایا جائے گا اور جو امام کفر ہیں ان کو اپنے پیروکاروں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

عزت روایات میں:

روایات معصومینؑ میں بھی اس اصول (عزت) کا خداوند متعال کے ساتھ منسوب ہونا ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور روایات میں اس اصول کے بارے میں بہت زیادہ کی گئی ہے جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ فرماتے ہیں: (کل عزیز بغیرہ ذلیل) ۱۲ ”برعزیز خداوند متعال کے علاوہ ذلیل ہے۔“

مقصد اور ہدف خداوند متعال ہے جو بھی خدا کے ساتھ ہے یہ عزیز ہے اور یہی عزت اس شخص کے لئے حقیقی عزت ہے لیکن اگر خداوند متعال اس کے ساتھ نہیں ہے تو یہی عزت اس کے لئے ذلت ہے۔ جیسا کہ ایک اور مقام پر امام علیؑ فرماتے ہیں: (العزیز بغیر اللہ ذلیل) ۱۳ ”اگر کوئی شخص خداوند متعال کی مدد کے بغیر عزیز ہونا چاہے تو وہ ذلت اور بدبختی سے دوچار ہو جائے گا۔“ اسی وجہ سے امام حضرت علیؑ اپنی مناجات میں فرماتے ہیں: (الہی کفی لی عزاً ان اکون لک عبداً) ۱۴ ”خدا یا! میری عزت کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں۔“ اسی طرح

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: (من اراد عزاً بلا عشيرة وغنى بلامال وهيبة بلاسلطان فلينقل من ذل معصية الله الى عز طاعته) ۱۵ ”جو کوئی بھی اپنے خاندان کے بغیر عزت چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ بغیر مال کے بے نیاز ہو جائے اور بغیر سلطنت کے ہیبت حاصل کر لے تو وہ خداوند متعال کی نافرمانی سے نکل کر اُس کی اطاعت میں آجائے چونکہ فقط اطاعت میں ہی عزت ہے۔“

ذلت اور عزت دونوں ایک جگہ اکٹھے نہیں ہوسکتے اس لئے کہ یہ دونوں متضاد معانی میں سے ہیں اور ذلت معصیت کے ساتھ ہے اور عزت اطاعت کے ساتھ جب اطاعت خداوندی ہوگی تو عزت بھی اسی شخص کو عطا ہوگی لیکن ضروری ہے کہ اطاعت خداوند متعال کے لئے ہواور کسی دوسرے کو اس اطاعت میں شریک نہ ٹھہرائے اسی وجہ سے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں: (لا عزّ اعز من التقوى): ”کوئی عزت تقویٰ سے زیادہ عزیز نہیں ہے۔“ ۱۶ عزت جب خدا سے ڈرنا، پرہیزگاری، زہد اور ورع جیسی اشیاء کے ساتھ ہو تو حقیقت میں عزت ہوگی لیکن اگر تقویٰ کے مقابلے میں ہو تو یہ ذلت ہوگی امام علیؑ کا قول ہے کہ (لا عزّ كالعلم) ”کوئی بھی عزت حلم اور بردباری کی طرح نہیں ہے۔“ ۱۷ اسی طرح حضرت امیر المؤمنین علیؑ فرماتے ہیں: (اَقْنَعُ تَعَزُّ) ”قناعت کرو تاکہ عزیز ہو جاؤ۔“ ۱۸

جب حضرت امام حسینؑ نے اپنے والد بزرگوار سے عزت کی تعریف چاہی تو آپؑ نے فرمایا تھا کہ لوگوں سے بے نیاز ہونے کو عزت کہتے ہیں (مسئل الحسين... فما عز المرء... قال استغناؤه عن الناس) ۱۹ اگر روایات اور قرآن میں دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ عزت خداوند متعال ہی کے ساتھ مختص ہے اور یہ ایک ایسی عطا ہے جو فقط مؤمنین کو عطا کی گئی ہے اور اس کے علاوہ کسی کو بھی اس جیسی عطا سے فیض یاب نہیں کیا گیا اور اگر دیکھا جائے تو خداوند کی صفت ”رحم“ اسی بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ خداوند متعال رحیم ہے یعنی رحم کرنے والا ہے فقط مومنین پر نہ کہ ہر انسان، ہر موجود اور ہر ممکن الوجود پر اسی وجہ سے حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: (ان الله عزوجل فوّض الى المؤمن اموره كلّها ولم يغوض اليه ان يكون ذليلاً: اماستمع قول الله عزوجل يقول ”ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين“ فالمؤمن يكون عزيزاً ولا يكون ذليلاً. ثم قال ان المؤمن اعز من الجبل. ان الجبل يستقل منه بالمعاول والمؤمن لا يستقل من دينه شيء) ”بے شک خداوند متعال نے اپنے تمام امور مومن کو عطا کیئے ہیں البتہ اسے اجازت نہیں دی کہ وہ ذلیل ہو کیا آپ نے نہیں سنا کہ خداوند متعال فرماتا ہے: عزت اللہ، اس کے رسولؐ اور مومنین کے لئے ہے پس مؤمن کو ہمیشہ عزیز ہوتا ہے اور کبھی بھی ذلیل نہیں ہوتا پھر آپ نے فرمایا مؤمن پہاڑ سے زیادہ عزیز (سخت) ہوتا ہے کیونکہ پہاڑ کو ابدان سے ریزہ ریزہ کیا جاسکتا ہے لیکن مومن کے دین سے کوئی چیز کبھی بھی کم نہیں ہوسکتی۔“ ۲۰

اس سے ایک اور بات بھی واضح ہوتی ہے کہ مومن اس کو کہتے ہیں جو دین پر ایمان اس طرح لائے کہ اس ایمان میں دوام پایا جائے اور اس کے ایمان میں زیادتی ہوسکتی ہے لیکن کمی نہیں ہوسکتی وہ اساس اور اصل جس کی وجہ سے انسان گمراہی کی طرف چلا جاتا ہے اور دین سے دور ہو جاتا ہے۔ معصومؑ فرماتے ہیں: (اللهم عرفني نفسك فانك ان لم تعرفني نفسك لم اعرف رسولك اللهم عرفني رسولك فانك ان لم تعرفني رسولك اعرف حجتك اللهم عرفني حجتك فانك ان لم تعرفني حجتك ضللت عن دينك) ”اٰلہی! مجھے اپنے نفس کی معرفت عطا فرما اور اگر تونے اپنے نفس کی معرفت عطا نہ فرمائی تو میں تیرے رسول کی معرفت حاصل نہیں کرسکتا اور اے اللہ! تو مجھے اپنے رسول کی معرفت عطا فرما اور اگر تونے مجھے اپنے رسول کی معرفت عطا نہ فرمائی تو میں تیری حجت کی معرفت حاصل نہیں کرسکتا بار اٰلہا! مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا فرما اور اگر تونے مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا نہ فرمائی تو میں تیرے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔“ ۲۱ دین سے گمراہی کے سبب تین

ہیں:- 1 عدم معرفت خداوند متعال - 2 عدم معرفت رسول خدا - 3 امام معصوم کی معرفت نہ ہون
اگران تینوں میں سے کوئی ایک بھی کم ہو جائے تو شخص مومن نہیں رہتا اور قول معصوم کے مطابق مومن وہی
ہے جو ان تینوں معرفتوں کو حاصل کر لے ورنہ دین سے بہرہ مند نہیں ہوسکے گا۔

امام حسینؑ اور عزت:

چونکہ اصل مقصد یہ ہے کہ ہم امام حسینؑ کی زندگی میں دیکھیں کہ عزت، امام حسینؑ کے نزدیک کیا حیثیت رکھتی ہے اس وجہ سے اب ہم دیکھتے ہیں کہ امام حسینؑ کے نزدیک عزت اور ذلت کیا ہیں اور عزت جو کہ ہر فرد کے نزدیک حسن ہے اور ذلت جو کہ ہر شخص چاہے مسلمان ہو یا کافر کے نزدیک قبیح اور بری ہے، امام حسینؑ کے اس قیام میں عزت کتنی عظیم شے ہے کہ امامؑ نے اس عزت کو مقصد اور ہدف قرار دیا ان دیگر اہداف کی طرح امام حسینؑ کا تاکید کرنا عزت پر اور وہ عزت جو قرآن مجید کی نظر میں عزت ہے اسی عزت پر انحصار کیا ہے اسی لئے آپؑ فرماتے ہیں: (الہی کفی لی عزاً ان اکون لک عبداً) ”خدا یا! میری عزت کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں۔“

دعائے عرفہ میں امام حسینؑ مناجات کرتے ہوئے اپنے خدا سے یوں راز و نیاز کرتے ہیں: (یا من خصّ نفسه بالسمو والرفعة واولیاءہ بعزہ یعستزون) ”اے وہ ذلت جس کا نفس بلندی اور رفعت کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کے اولیاء اس کی عزت سے تمسک کی وجہ سے عزت پاتے ہیں۔“ ۲۲

پس عزت خداوند متعال کے ساتھ ہے اسی وجہ سے امامؑ فرماتے ہیں کہ ”بارالہا! اگر تجھے پاکر ساری دنیا کو کھو دیا تو سب کچھ پالیا اور اگر تجھ کو کھو کر سب کچھ پالیا تو کچھ بھی نہ پایا۔“ پس خداوند متعال کو پالینا ہی ہر قسم کی عظمت کو پالینا ہے اور خداوند متعال کو پالینے سے ہی ہر قسم کی عزت، بلندی، عظمت، رفعت اور ہر قسم کی بہترین صفت انسان میں آجاتی ہیں لیکن اگر خداوند متعال سے دور ہوئے تو کوئی بھی اچھی صفت انسان کے نزدیک نہیں آسکتی۔

اور پھر آپؑ نے فرمایا: (یا من دعوتہ ... ذلیلاً فاعزنی) ”اے وہ کہ جس کو میں نے حالت ذلت میں پکارا بارالہا! مجھے عزت عطا فرما۔“ ۲۳ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: (انت اللہ اعزّزت) ”اے اللہ! تو ہی وہ ذات ہے کہ جس نے مجھے عزت بخشی۔“ ۲۴

امامؑ کے مطابق اگر عزت انسان کے پاس ہے تو سب کچھ ہے اور یہ عزت امامؑ نے خداوند متعال کی طرف نسبت دی ہے کہ وہی ذات ہی عزت عطا کرتی ہے تمام عزتوں کا سرچشمہ، منبع اور مخزن وہی ذات ہے اسی وجہ سے آپؑ فرماتے ہیں: (موت فی عزّ خیر من حیة فی ذل) ”۲۵ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے۔“ جیسا کہ ہم نے تاریخ میں دیکھا کہ امامؑ کے نزدیک یزید اور اس جیسوں کی بیعت کرنا ذلت کے مترادف ہے کیونکہ یزید تمام صفات رذیلہ کا پیکر تھا اور صفات حسنہ رکھنے والا شخص صفات رذیلہ رکھنے والے شخص کی بیعت نہیں کرسکتا کیونکہ حقیقت میں یہی ذلت ہے جبکہ اس کے برعکس ذلت نہیں بلکہ عزت ہے یعنی امام جو کہ خداوند متعال کے حکم سے اس منصب پر فائز ہوتا ہے اس کی بیعت میں آنا ہی عزت ہے کیونکہ یہ امامت خداوند متعال نے عطا کی ہے اور عزت ہمیشہ اللہ، اس کے رسول اور مومنین حقیقی کے لئے ہے چونکہ یہ افراد تحت فرمان خداوند متعال ہوتے ہیں اور جو بھی خدا کے فرمان کے سامنے جھک جائے اصل عزت اسی کے لئے ہی ہے اسی وجہ سے آپؑ نے اور فرامین میں بھی ایسی موت کو سعادت کہا ہے: (انی لاری الموت الاسعاده والحیة مع الظالمین الا برماً) ”میرے نزدیک موت سعادت ہے اور ظالمین کے ساتھ (ان کے حق میں) رہنا ذلت اور رسوائی

سعادت و شقاوت، عزت و ذلت، حسن و قبیح، عدل اور جھوٹ ان تمام الفاظ اور مفہیم سے پتہ چلتا ہے کہ دوراستے ہیں اور تیسرا راستہ وجود نہیں رکھتا ایک اچھا اور حسن راستہ اور دوسرا برا راستہ اور اگر انسان کو ابتدا ئے آفرینش سے دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ مقصد خدا بھی یہی تھا کہ انسان کوئی ایک راستہ اپنے لئے منتخب کرے: (انہدیناہ السبیل اما شاکراً واما کفوراً) ”ہم نے انسان کی راستوں کی طرف ہدایت کردی چاہے تو وہ شکر کرے اور چاہے کفر کرے۔“ ۲۷

ضروری ہے کہ انسان اپنا ہدف معین کرے کہ اس کا راستہ کون سا ہے امام حسینؑ کا راستہ اس کا راستہ ہے یا پھر یزید لعین کا راستہ اس کا راستہ ہے چونکہ تیسرا راستہ موجود نہیں ہے یعنی یا حزب اللہ ہے یا پھر حزب الشیطان ہے پس ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان اپنا ہدف معین کرے بغیر ہدف معین کئے اس کی زندگی ایک چوپائے کی زندگی ہوگی کہ جس کا کوئی مقصد اور ہدف نہیں ہوتا امام حسینؑ فرماتے ہیں: (مرحباً بالقتل فی سبیل اللہ وللنکم لاتقدرون علی ہدم مجدی ومہو عزی وشرفی فاداً لا ابالی بالقتل) ”خداوند متعال کے راستے میں موت بہترین موت ہے لیکن مجھے قتل کرنے سے تم میری بزرگی و عظمت، عزت اور میرے شرف کو کم نہ کر سکو گے کیونکہ میں موت سے نہیں ڈرتا۔“ ۲۸

پتہ چلا کہ وہ موت جو منبع حقیقی (خداوند متعال) سے متصل ہو ایسی موت کسی قسم کے زوال کا باعث نہیں ہے اور ایسی موت اسی وجہ سے خوف کا باعث نہیں ہے ضروری ہے کہ انسان خدا کی معرفت رکھتا ہو اور اسے معلوم ہو کہ بازگشت اور پلٹ کر جانا صرف خدا کی طرف ہے۔

عزت اور سیرت امام حسینؑ :

۱- امام حسینؑ کی سیرت کے کچھ پہلو ایسے ملتے ہیں جن سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ امام حسینؑ کی سیرت میں عزت کا کیا کردار ہے جیسا کہ امامؑ کی شہادت سے قبل آپ نے فرمایا کہ میں جب شہادت کے لئے جاؤں تو مجھے کم اہمیت لباس دیں تاکہ میں وہ پہن کر میدان جنگ کی طرف جاؤں جبکہ روایت میں ملتا ہے کہ آپؑ کو (تُبَّان) خاص لباس دیا گیا کہ وہ پہن کر جائیں تو آپؑ نے اس کو قبول نہیں کیا اور فرمایا: (لا ذاک لباس من ضربت علیہ بالذلة) ”نہیں یہ لباس اس کا ہے جو ذلت سے دچار ہے۔“ ۲۹

۲- جب ولید نے امام حسینؑ سے بیعت لینی چاہی اور آپؑ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تو مروان بن حکم نے آپؑ کو قتل کی دھمکی دی تو آپؑ نے مروان سے یوں فرمایا: ”مجھے خداوند متعال کی قسم! اگر کوئی مجھے قتل کرنا چاہے اس سے پہلے کہ وہ اس مقصد میں کامیاب ہو میں اس کے خون سے زمین کو سیراب کر دوں گا (اے مروان) اگر تو چاہتا ہے کہ میری بات کی سچائی کو پائے تو یہ عمل کر کے دیکھ لو تمہیں اس کا جواب دے دوں گا۔“ ۳۰

اور پھر امام حسینؑ نے ولید سے کہا: (ایہا الامیر! انا اهل بیت النبوة ومعدن الرسالة ومختلف الملائكة وبنافتح اللہ وبناختم ویزید رجل فاسق مشارب الخمر قاتل النفس المحترمة معلى بالفسق مثلى لا یبایع لمتله) ”اے امیر! میں اہل بیت رسالت کے معادن میں سے ہوں اور ہم ہی الملائکہ کے بار بار نزول کی جگہ ہیں اور خداوند متعال نے ہمارے ذریعے ہی ابتدا کی ہے اور ہم ہی پراختتام کیا ہے اور یزید فاسق شخص، شراب خور اور نفس محترمہ کا قاتل ہے اور اعلانیہ طور پر فسق و فجور انجام دیتا ہے اور مجھ جیسا یزید جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا۔“ ۳۱

3- جب محمد حنفیہ سے بات ہوئی تو آپ نے یزید کی بیعت کے بارے میں یوں فرمایا: (یاخی! واللہ لولم یکن فی الدنیا ملجأً ولا مأویً لمابایعت واللہ یزید ابن معاویہ ابدأً) ”اے میرے بھائی! خدا کی قسم اگرروی زمین پر میرے لئے کوئی ٹھکانہ اور پناہ گاہ بھی باقی نہ رہے تب بھی میں یزید ابن معاویہ کی کبھی بھی بیعت نہیں کروں گا۔“ ۳۲

ان تمام الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے نزدیک یزید کی بیعت کرنا کتنا قابل نفرت کام تھا کہ جو آپ کسی حالت میں بھی انجام نہیں دے سکتے چاہے اس کے لئے آپ کے پاس روی زمین پر ایک ٹکڑا بھی باقی نہ رہے پس آپ موت کو سعادت سمجھتے تھے اور بیعت جیسے کام کو انتہائی برا اور گناہ سمجھتے تھے۔

4- امام حسینؑ کی جب ملاقات کوفہ کے راستے میں فرزدق سے ہوئی تو آپ نے فرزدق سے فرمایا: (وانا اولیٰ من قام بنصرة دین اللہ واعزاز شرعہ والجهاد فی سبیل اللہ لتکون کلمة اللہ ہی العلیاء) ”میں سب سے اولیٰ اور بہتر ہوں کہ خدا کے دین کی نصرت کے لئے کھڑا ہوجاؤں اور شریعت کو عزت بخشنے کے لئے جہاد کروں اللہ کے راستے میں تاکہ کلمۃ اللہ ہی بلند ہو۔“ ۳۳

امام حسین علیہ السلام یزید کے خلاف قیام کو اپنی ذمہ داری سمجھ رہے ہیں اور اگر اس وقت کے تمام افراد کو دیکھا جائے تو تنہا حضرت امام حسینؑ ہیں کہ جو اس ذمہ داری کو انجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ویسے بھی یہ قیام تمام عالم اسلام پر واجب تھا لیکن اس وجوب کو عملی جامہ پہنانے کے لئے فقط امام حسینؑ ہی آگے بڑھے اور اس کام کو انجام دیا۔

امام حسینؑ نے عاشور سے قبل اور روز عاشور بہت سارے اعمال انجام دیئے کہ جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امامؑ عزت کے خواہاں تھے اور یزید کے تمام اعمال کو لوگوں کے سامنے بیان کیا اور نہ صرف یزید بلکہ یزیدی فوج کے ایک ایک فرد کے کرتوتوں کو لوگوں کے سامنے بیان کیا اور انہیں لوگوں کے سامنے ذلیل کیا جیسا کہ فوج اشقیاء کے سامنے حجت کو تمام کرنے کے لئے عبید اللہ ابن زیاد کے بارے میں فرماتے ہیں: (الا ان الدعی ابن الدعی قدر کربین اشنتین بین السلة والذلة وهیهات منا الذلة۔ یأبی اللہ ذالک لنا ورسولہ والمومنون وحجور طابت وطهرت وانوف حمیة ونفوس ابیة من ان نؤثر طاعته اللثام علی مصارع الکرام۔ الا وانی نراحف بهذه الاسرة مع قلة العدد وخذلان الناصر) ”آگاہ رہو‘ زنا زادہ ابن زنا زادہ (ابن زیاد) نے مجھے دو چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کو کہا ہے یا تلوار نکال کر جنگ کے لئے آمادہ رہو یا پھر ذلت کا بادہ اوڑھ لو (یزید کی بیعت کروں) لیکن ذلت مجھ سے بڑی دور ہے جبکہ خدا، رسول خدا، مومن اور پاک دامن افراد ہم سے اس قسم کے کام کی توقع رکھتے کہ اطاعت کی ذلت کو قتل ہونے پر کریم اور بزرگوں کی طرح ترجیح نہ دیں جان لو اگرچہ میرے پاس مددگار انتہائی کم ہیں پھر بھی تم سے جنگ کروں گا۔“ ۳۴ اور پھر امامؑ، فوج اشقیاء کو اپنی صفات بتاتے ہوئے ان اشعار کو بصورت رجز پڑھا:

انا ابن علی الطهر من آل هاشم کفانی بهذا مفخراً حین افخر
وجدی رسول اللہ اکرم من مضی ونحن سراج اللہ فی الارض نزه
وفاطمة ای من سلالة احمد وعمی یدعی ذوالجناحین جعفر
وفینا کتاب اللہ انزل صادقاً وفینا الہدیٰ والوحی بالخیر یدکر ۳۵

”میں علیؑ مطہر جو خاندان ہاشم میں سے ہے ان کا بیٹا ہوں اور میرے لئے یہ افتخار جب میں فخر کروں کفایت کرتا ہوں، میرے جد حضرت رسول اکرمؐ بزرگ ترین افراد میں سے ہیں اور ہم خدا وند متعال کے چراغ اور نور ہیں کہ

جو زمین پراہل زمین کومنور کرتا ہے میری ماں حضرت فاطمۃ الزہراءؑ حضرت احمد مرسلؑ کی نسل ہیں اور میرے چچا جعفرؑ ہیں جن کو خداوند متعال نے پر عطا کئے تھے ہمارے خاندان میں خداوند متعال کی سچی کتاب نازل ہوئی اور ہمارا خاندان ہی ہدایت، وحی کا خاندان ہے جب کوئی ذکر کرے تو ان اسماء سے مشہور ہوتا ہے۔“ یہ وہ اعزاز ہیں جو امامؑ نے اپنے لئے ذکر کئے اور تمام عالم اسلام کو بتایا کہ ہم ہی معزز ترین افراد ہیں خداوند متعال کے نزدیک اور ہم ہی ہر صفت کے لحاظ سے اور خاندان کے لحاظ سے ہم سے پاکیزہ ترین خاندان وجود نہیں رکھتا۔ اسی وجہ سے آپ نے دشمن کی ذلت کے پہلوؤں کو بھی ذکر کیا اور فرمایا کہ (ویلکم یا شیعۃ آل ابی سفیان ان لم یکن لکم دین وکنتم لایتخافون المعاد فکونوا احراراً فی دیناکم ھذہ وارجعوا الی احسابکم ان کنتم عرباً کما ترعمون) ”ویل ہو تم پر آل ابوسفیان کے شیعو! اگر تمہارے پاس دین نہیں ہے اور تم معاد اور قیامت سے نہیں ڈرتے تو کم از کم اپنی دنیا میں آزاد رہو اور اپنے حسب نسب کی طرف پلٹ جاؤ اور تم عرب ہو جیسا کہ تمہارا گمان ہے۔“

حوالہ جات

(۱) سمو المعنی فی سمو الذات، ص ۱۰۵

(۲) تاریخ طبری، ج ۴، ص ۲۶۶۔ الکامل فی التاریخ، ج ۴، ص ۲۳۔

(۳) القرآن

(۴) المنجد، کلمہ عز

(۵) معجم مفردات الفاظ قرآن۔ راغب اصفہانی۔ چاپ بیروت۔

(۶) مفردات الفاظ قرآن۔ راغب اصفہانی۔ چاپ بیروت۔

(۷) لسان العرب۔ ابن منظور جلد ۹۔

(۸) سورۃ نساء/ ۱۳۹۔

(۹) سورۃ یونس/ ۶۵۔

(۱۰) سورۃ منافقون/ ۸۔

(۱۱) سورۃ فاطر/ ۱۵۔

(۱۲) نہج البلاغہ، خطبہ ۶۵۔

(۱۳) منتخب میزان الحکمة، محمدی ری شہری۔ بحار الانوار، ج ۸، حدیث ۶۷۔

(۱۴) خصائل شیخ صدوق، ص ۴۲۰۔

(۱۵) خصائل شیخ صدوق، ص ۲۲۲۔

(۱۶) نہج البلاغہ، کلمات قصار، ۳۷۱۔

(۱۷) نہج البلاغہ، کلمات قصار، ۱۱۳۔

(۱۸) منتخب میزان الحکمة، ص ۳۴۶۔

(۱۹) بحار الانوار، ج ۳۶، ص ۳۸۴۔

(۲۰) کافی، محمد یعقوب کلینی، تصحیح و تعلیق علی اکبر غفاری، ج ۵، ص ۶۳۔

(۲۱) مفاتیح الجنان۔

(۲۲) موسوعة کلمات امام حسینؑ، ص ۷۹۷۔ مفاتیح الجنان، دعای عرفہ۔

(۲۳) موسوعة کلمات امام حسینؑ، ص ۷۹۸۔ مفاتیح الجنان، دعای عرفہ۔

(٢٢) موسوعة كلمات امام حسينؑ، ص ٤٩٩. مفاتيح الجنان، دعای عرفه.

(٢٥) بحار الانوار، ج ٢٤، ص ١٩٢.

(٢٦) بحار الانوار، ج ٢٤، ص ١٩٢.

(٢٧) القرآن.

(٢٨) موسوعة كلمات امام حسينؑ، ج ١١، ص ٦٠١.

(٢٩) بحار الانوار، ج ٤٥، ص ٥٤.

(٣٠) كتاب المفتوح، ابو محمد احمد بن ائمم كوفي، ج ٥، ص ١٤.

(٣١) كتاب المفتوح، ابو محمد احمد بن ائمم كوفي، ج ٥، ص ١٤.

(٣٢) كتاب المفتوح، ابو محمد احمد بن ائمم كوفي، ج ٥، ص ٢١.

(٣٣) موسوعة كلمات امام حسينؑ، ص ٣٣٦.

(٣٤) لهوف، ص ١٢٣'١٢٢.

(٣٥) بحار الانوار، ج ٤٥، ص ٤٩.